AL-AHQAQ Recognized by HEC in Y-Category
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/5 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.1 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

بطور حکمران:حضرت محمد ﷺ کے مثبت سوچ ورویہ کے اثرات

As a Ruler: Positive thinking and Attitude of Hazarat Muhammad (ﷺ).

Yasmeen Akhtar
Lecturer Islamic studies PGC Pallandri, Azad Jamu and Kashmir.
Dr.Abdul Rehman Khan
Assistance Professor University of Poonch Rawalakot Azad Jamu and Kashmir.
Corresponding author Email: drabdulrehmank@gmail.com,

ABSTRACT

Prophet Muhammad exemplified exceptional leadership as a ruler, demonstrating a profound commitment to positive thinking and a constructive attitude in governance .His leadership was rooted in wisdom,justice,and compassion,fostering unity,resilience,and social hormony among his followers.Through optimism and strategic decision-making,he effectively resolved conflicts,uplifted marginalized communities and instilled hope even in times of adversity. His approach to leadership emphasized patience, consultation (Shura) and the ethical treatment of both allies and adversaries. This study explores how Prophet's positive attitude and behavior influenced his governance, contributing to the development of a just and prosperous society. By analyzing historical instances from his life this research highlights the relevance of his leadership principles in contemporary governance, demonstrating how optimism, ethical conduct and visionary thinking can lead to sustainable progress and societal well-being.

Keywords: exceptional, commitment, optimism, Shura, ethical conduct visionary thinking.

آپ ﷺ نا صرف اللہ کے آخری نبی اور رسول ہیں بلکہ ایک کامیاب حکمران اور مدبر قائد بھی ہیں۔ آپ ﷺ نے بطور حکمران ایسی اعلیٰ اقدار اور حکمت عملی اختیار فرمائی جس کی نظیر ملنا ناممکن ہے۔ ایک حکمران کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ پیش آمدہ چیلنجز اور مسائل کا بردباری اور حکمت سے ایسا حل پیش کرے جو اس کی رعایا کے لئے قابل قبول بھی ہو اور فائدہ مند بھی ہو۔ حضرت محمد ﷺ نے بطور حکمران میثاق مدینہ، مواخات مدینہ کی عمدہ مثالیں قائم کی۔ آپ نے داخلی استحکام کے لئے ایسی عمدہ خارجہ پالیسی اختیار کی جس سے ریاست میں اندرونی و بیرونی ہر دو طرح امن کا قیام ہوا۔ آپ ﷺ کے مثبت رویہ نے دشمنوں کو بھی دوست بنادیا اور ایک پہلی اسلامی ریاست کی بنیاد ڈالی۔

حکمران / سربراہ کی مثبت سوچ ورویے کے عوام پر اثرات

حضرت محمد ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے اس دنیا میں اپنے نبی اور رسول کی حیثیت سے بھیجا۔ آپ ﷺ کو ایسی شریعت عطا فرمائی گئی جو

رہتی دنیاتک کے انسانوں کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خاتم النبین بنا کر بھیجا، اس لئے ضروری تھا کہ آپ ﷺ کی حیات مبارکہ میں زندگی کے ہر پہلو کے متعلق ایسی واضح ہدایات موجود ہو جو تمام دنیا کے انسانوں کو ہر معاملہ زندگی میں ہدایت فراہم کر سکیں ۔اگر ہم نبی ﷺ کی ذات گرامی کو ایک سربراہ اور حکمران کی حیثیت سے جاننے کی کوشش کریں تو اس بات ادراک ہو گا کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں ایک مدبر، معاملہ فہم اور اعلیٰ حکمران کی ایسی خوبیاں موجود ہیں جن کی بدولت انتہائی قلیل مدت میں ہی ریاست مدینہ ، بین الاقوامی مثالی ریاست کے طور پر دنیا کے سامنے آئی۔ بطور حکمران ریاست مدینہ کی بنیاد ڈالتے وقت نبی محترم ﷺ کی حیات طیبہ کا جائزہ لیتے ہیں تو مندرجہ ذیل پہلو سامنے آتے ہیں۔

رشتہ مواخاۃ کا قیام

حضرت محمد ﷺ نے ہجرت مدینہ کے بعد حکم الٰہی سے جب ریاست مدینہ کی بنیاد رکھی تو سب سے پہلے آپ ﷺ کے سامنے مہاجرین کی آبادکاری کا مسئلہ پیش آیا، کیوں کہ مہاجرین بے سروساماں اپنے وطن کو چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے جہاں واپسی کی کوئی امید نا تھی۔ نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین مکہ کی آبادکاری اور رہائش کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ایک مہاجر اور ایک انصاری کو رشتہ اخوت میں منسلک کر دیا، اس کی ایک بڑی وجہ مہاجرین کی آباددکاری تھی اور دوسری طرف زمانہ جاہلیت کے نسلی تعصب کا خاتمہ کرنا بھی تھا۔ آپ ﷺ نے رنگ، نسل، ذات پات سے بالاتر ہو کر ایک ایسا بھائی چارہ قائم کیا جس کی وجہ سے نسلی امتیازات ختم ہو گئے اور تمام مسلمان مسلمان ہونے کے ناتے ایک رشتہ اخوت میں بندھ کر تقویٰ اور انسانیت کے اعلیٰ مقام پر فائز ہوئے۔[i]

صحابہ کرام کی اخلاقی تربیت

آپ ﷺ نے نا صرف صحابہ کرام کی معاشرتی و معاشی ضرورتوں کو پورا کرنے کا سامان کیا بلکہ آپ ﷺ نے رشتہ مواخاۃ قائم کرنے کے بعد آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی اخلاقی تربیت اور تزکیہ نفس کی طرف خصوصی توجہ فرمائی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی سالوں میں آپ ﷺ ایک ایسا مثالی معاشرہ قائم کرنے میں کامیاب ہو گئے، جو بہت ہی باکمال معاشرہ تھا، آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو اخلاقی لحاظ سے باکمال و تربیت یافتہ بنانے کے ساتھ ان کی صلاحیتوں کو نکھارنے اور کردار کی تعمیر کی طرف توجہ دی تو وہ سب سے افضل، نیک دل، عالم و عابد اور اقامت دین کے علم بردار بن گئے۔[ii]

میثاق مدینہ

مواخات مدینہ، مسلمانوں کی اخلاقی تربیت سے مطمئن ہونے کے بعد آپ ﷺ نے مدینہ کے امن و امان کو برقرار رکھنے کے لئے مدینہ کے غیر مسلم باشندوں کی طرف توجہ کی، اس وقت مدینہ میں مسلمانوں کا سے زیادہ واسطہ یہود سے تھا، چناں چہ ضروری تھا کہ ان کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کئے جائیں تا کہ مدینہ میں خوشگوار ماحول میسر آسکے، اس بات کی پیش نظر آپ ﷺ نے یہود مدینہ کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کیا جسے میثاق مدینہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معاہدہ کو مقصد مدینہ کی امن و سلامتی کے ساتھ ساتھ مدینہ کو ایک سیاسی وحدت بنانا تھا

جس میں رواداری کی نمایاں خصوصیات موجود ہوں۔[iii] اس معاہدہ میں یہود کو مذہبی آزادی دی گئی، اس معاہدہ نے مدینہ کو وفاق کی حیثیت مل گئی اور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو ریاست مدینہ کے سربراہ کی، بعد میں مدینہ کے اطراف کے دیگر قبائل بھی اسی طرز کے معاہدے کئے گئے۔[iv]

اس معاہدہ کا اثر یہ ہوا کہ وہ یہود جو مدینہ میں اپنا اثر ورسوخ ختم ہونے کی وجہ سے اور نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم سے بغض کی وجہ سے مسلمانوں کے درپردہ دشمن تھے وہ سامنے آکر مسلمانوں کی مخالفت نا کر سکے اور کافی عرصہ تک مسلمان ان سے محفوظ رہے۔

شہر مدینہ کی تعمیرات کے متعلق ہدایات

ہجرت مدینہ کے بعد مہاجرین کی آبادکاری کی غرض سے جب مدینہ شہر میں مکانات وغیرہ کی تعمیر کی ضرورت پیش آئی تو آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بڑے بڑے مکانات تعمیر کرنے سے منع فرمایا، مکانات کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنے کی تاکید کی کہ دوطرفہ ٹریفک آسانی سے بیک وقت گزر سکے۔اس کی ایک وجہ دنیاوی شان وشوکت کا خاتمہ تھا اور سادگی کا فروغ تھا اور دوسری وجہ مدینہ میں مسلمان مہاجرین کی آمد کا سلسلہ مسلسل جاری تھا۔اگر آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم لوگوں کو بڑے مکانات بنانے کی اجازت دے دیتے تو بہت جلد مدینہ میں عمارتوں کی بہتات ہو جاتی اور نئے آنے والوں کی آبادکاری مشکل ہو جاتی۔[v]

ان ہدایات کا فائدہ یہ ہوا کہ مدینہ شہر ایک منظم شہر بن گیا ایک کشادہ شہر ہے جس کی گلیاں آج بھی کشادہ ہیں اور آج بھی مدینہ شہر میں بہت زیادہ اونچی عمارتیں بنانے پر پابندی ہے جس کی وجہ سے گنجان آبادی والے بے ترتیب علاقوں کے مسائل مدینہ شہر میں بہت حد تک کم ہیں۔جب کہ آج کے پاکستان کے اکثر شہروں کی ابتر حالت کی بنیادی وجہ ان کی بے ترتیبی اور بغیر پلاننگ کے تعمیرات ہیں، کیوں کہ شہر بساتے وقت ان چیزوں کو دھیان میں رکھے بغیر مکانات وغیرہ کی تعمیر اور تنگ گزرگاہوں کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں کے وسط میں لوگ انتہائی کسمپرسی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہیں۔یہ دوسری طرف آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے اپنے اصحاب کو عالی شان عمارات بنانے سے روک کر انہیں دنیاوی محبت اور نمود ونمائش سے باز فرمایا۔ہمارے آقا صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی زندگی کے ہر معاملہ پر گہری نظر اور باریک بینی اپنے اندر دوررس نتائج سموئے ہوئے ہے۔

مدافعانہ حکمت عملی

مدینہ کو داخلی طور پر مضبوط کرنے کے بعد آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے بیرونی دشمنوں کی طرف توجہ کی، جن میں قریش مکہ سرفہرست تھے۔ان ہی کی وجہ سے مسلمان اپنا آبائی وطن چھوڑنے پر مجبور ہوئے تھے۔ہر وقت مسلمانوں کو ان کی طرف سے حملہ کا خدشہ بھی موجود تھا اس لئے نبی اکرم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ان کے خلاف بھرپور طریقہ سے مدافعانہ جہاد بھی کیا، آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے تلوار کے زور سے دشمن کو یہ بات باور کرادی کہ مسلمان کسی طور پر کمزور نہیں ہیں اور اب بہتری اسی میں ہے کہ ان کو تسلیم کرلیا جائے۔

غزوات النبی صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کے مطالعہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا استقلال وبہادری سے دشمن کے سامنے ڈٹ جانا، عمدہ حکمت عملی کا مظاہرہ کرنا، ایک تربیت یافتہ کمانڈر کی طرح فوج کو منظم کرنا، ان کو مختلف اہداف سونپتے ہوئے خود بھی ان کے شانہ بہ شانہ جنگ

میں عملی طور پر حصہ لینا آپ ﷺ کی دفاعی صلاحیتوں کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

غزوات النبی ﷺ کے جنگی پہلوؤں کے علاوہ اگر دیگر پہلوؤں پر غور کیا جائے تو پتا چلتا ہے کہ تمام غزوات کا مقصد امن و امان کا حصول اور فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا خاتمہ کرنا تھا۔غزوات النبی ﷺ کی بدولت مسلمانوں کی شان وشوکت میں اضافہ ہوا،اور دشمنان دین نے آخرکار اسلام کی راہ میں حائل ہونا چھوڑ دیا اور وقت کے ساتھ ساتھ اسلام کی حقانیت کو تسلیم کر لیا۔[vi]

معاہدہ حدیبیہ،اور اس کے اثرات

مکہ سے نو میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں آباد ہے،اس گاؤں کے قریب ایک کنواں ہے جس کا نام حدیبیہ ہے اس کنویں کی مناسبت سے گاؤں کا نام حدیبیہ رکھا گیا ہے۔[vii] نبی اکرم ﷺ نے کفار مکہ سے اسی مقام پر ایک صلح کی جسے صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔نبی اکرم ﷺ عمرہ کی غرض سے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کے ہمراہ روانہ ہوئے،آپ ﷺ کی نیت عمرہ کرنے کی تھی اس لئے احرام باندھے ہوئے تھے اور قربانی کے جانور بھی ساتھ تھے کہ مبادا دشمن یہ نا سمجھ بیٹھے کہ مسلمان ان پر حملہ کرنے آئے ہیں۔ادھر دشمن کو آپ ﷺ کی آمد کی خبر مل چکی تھی اور وہ مسلمانوں کو روکنا اور لڑائی کرنا چاہتے تھے۔(اس سے پہلے غزوہ بدر،اُحد اور احزاب میں کفار کا شدید جانی و مالی نقصان ہو چکا تھا) آپ ﷺ کو جب کفار کی تیاریوں کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ نے فرمایا"لڑائی نے ان کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے،مگر یہ پھر بھی باز نہیں آئے۔"[viii]

حدیبیہ پہنچ کر آپ ﷺ نے قیام فرمانے کا فیصلہ کیا،دوران قیام قریش کی جانب سے بُدیل بن ورقا خزاعی نے آکر آپ ﷺ سے آپ ﷺ کی آمد کو سبب دریافت کیا آپ ﷺ نے فرمایا ہم عمرہ کی غرض سے آئے ہیں،اس شخص کے جانے کے بعد قریش کی جانب سے عروہ بن مسعود آیا آپ ﷺ نے اسے بھی اپنے آنے کا مقصود بتایا۔آپ ﷺ نے اس کو صلح پر آمادہ کر لیا،قریش کے چند شریر نوجوانوں نے اس صلح کو روکنے کے لئے رات کو مسلمانوں پر حملہ کیا مگر آپ ﷺ کے پہرہ داروں نے ان کو پکڑ لیا نبی محترم ﷺ نے ان کو صلح کی وجہ سے معاف کر دیا۔[ix] اب نبی ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر بھیجا،اسی دوران حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی افواہ کی وجہ سے نبی ﷺ نے ﷺ قصاص عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ لینے کا فیصلہ کرتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ابھی بیعت مکمل ہی ہوئی تھی کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ واپس آگئے۔[x]

قریش کو اس بات کا احساس ہو چکا تھا کہ صلح ضروری ہے چناں چہ وہ صلح پر آمادہ ہوگئے تو قریش کی جانب سے سہیل بن عمرو عامری نبی اکرم ﷺ کے پاس آیا اور قریش کی جانب سے چند شرائط رکھیں۔

1۔ مسلمان اس سال عمرہ کی ادائیگی کئے بغیر واپس چلے جائیں۔

2۔ اگلے سال صرف تین دن کے لئے عمرہ کی ادائیگی کے لئے آئیں۔

3۔ دس سال تک فریقین کے درمیان جنگ بندی کا فیصلہ کیا گیا۔

4۔ اگر کوئی شخص مکہ سے مسلمان ہو کر مکہ سے مسلمانوں کے پاس چلا جائے گا تو اس کو واپس کر دیا جائے گا اور اگر کوئی شخص کافر ہو کر مسلمانوں کو چھوڑ دے اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

5۔ جو قبائل چاہیں فریقین کے ساتھ صلح میں شریک ہو سکتے ہیں۔[xi]

صلح حدیبیہ کے اثرات

یہ صلح آپ ﷺ کے لئے کسی صورت آسان نا تھی آپ ﷺ کو اس صلح تک پہنچنے کے لئے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا اور اس کے ساتھ ساتھ دشمنان دین کی طرف سے اس صلح کو ناکام بنانے کے حربوں کا سامنا بھی کرنا پڑا، ایک طرف مخالف تھے جو ہر صورت جنگ کے خواہاں تھے اور دوسری طرف اپنے تھے جو اس صلح کی شرائط کی وجہ سے نالاں تھے، مگر نبی محترم ﷺ نے نہایت صبر و تحمل و باریک بینی اور بردباری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس صلح کے شرائط کو قبول فرمایا۔ صلح کی یک طرفہ شرائط نے مسلمانوں میں بے چینی پیدا کر دی تھی جس کا اظہار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا کہ نبی ﷺ نے ایک ایسی صلح کی ہے، کہ اگر آپ ﷺ کسی کو مجھ پر امیر بناتے اور وہ مجھے ایسا کرنے کو کہتا تو میں کبھی اس کی اطاعت نا کرتا۔[xii] صلح حدیبیہ کے چند اثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

- صلح سے مسلمانوں کو پر امن ماحول میسر آنے سے اسلام اس قدر تیزی سے پھیلا کہ جتنا پہلے چھ سالوں میں بھی نا پھیلا تھا۔
- صلح سے قریش نے مسلمانوں کو ایک قوم کے طور پر مان لیا۔
- مسلمانوں کو کعبہ کی زیارت کی اجازت دے دی گئی۔
- مکہ سے مسلمان ہو کر آنے والوں نے ایک جگہ جمع ہو کر قریش کے قافلوں کو تنگ کرنا شروع کیا تو یہ شرط بھی واپس لے لی گئی۔

سب سے اہم بات یہ بھی تھی کہ محمد ﷺ کو خانہ کعبہ میں خون ریزی کرنا ناپسند تھا اگر آپ ﷺ صلح کی شرائط کو قبول نا فرماتے تو یقیناً جنگ کا خطرہ تھا جس سے حرم کی حدود میں خون خرابہ یقینی تھا۔[xiii]

صلح حدیبیہ نبی ﷺ کا بطور سربراہ ایسا مثبت طرز عمل تھا جس سے مسلمانوں کو اپنے وطن میں لوٹنے کا موقع میسر آگیا، حالاں کہ مسلمانوں کو ہجرت کرتے وقت اس بات کی اُمید ہی نا تھی کہ اس قدر آسانی سے وہ دوبارہ مکہ میں داخل ہو سکیں گے۔ آپ ﷺ نے وہ تمام شرائط جو بظاہر آپ ﷺ کی شان پیغمبری کے خلاف تھی کو نا صرف مانا بلکہ ان کی مکمل پاسداری کرتے ہوئے اس معاہدہ کو بھرپور طرح سے نبھایا، اور تمام دنیا کو یہ بات باور کروائی کہ اسلام میں وعدہ کی پاسداری کس قدر اہم ہے۔ دوسری طرف قریش کے نوجوانوں کو معاف فرما کر آپ ﷺ نے اس بات کا پیغام دیا کہ اسلام خون ریزی کے بجائے امن کو پسند کرتا ہے۔ آپ ﷺ کا یک طرفہ شرائط کو منظور کرنا اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ بعض اوقات مصلحتاً جھک جانا بھی بہتر ہوتا ہے، اگر آپ ﷺ ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کرتے ہوئے وہ سب شرائط قبول نا کرتے تو

نتائج یقیناً مختلف ہوتے۔ صلح حدیبیہ ہی فتح مکہ کا سبب بنی اور وہ مسلمان جو آٹھ سال پہلے چھپ چھپا کر گھر سے نکلے تھے مکہ میں فاتح حیثیت سے داخل ہوئے۔

بطور حکمران مثبت خارجہ پالیسی

ایک مستحکم ریاست کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ اس ریاست کے ہمسایہ ممالک اور دیگر ریاستوں کے ساتھ اچھے تعلقات استوار ہوں ، تاکہ اس ریاست کو ہمسایہ ریاستوں کی جانب سے دراندازی کا خطرہ بھی نا ہو اور دیگر معاملات زندگی میں بھی باہم تعاون سے آسانی رہتی ہے اور کسی خطے کے امن و سلامتی کا دارومدار بھی اس خطہ کی ریاستوں کے دوستانہ تعلقات پر منحصر ہوتا ہے۔ریاست مدینہ کو عام ریاست نا تھی اس ریاست سے دنیا میں اسلام کا بول بالا ہونا تھا اور نبی اکرم ﷺ کی حیثیت بھی ایک عام حکمران کی نا تھی آپ ﷺ نے اللہ کے آخری پیغمبر کی حیثیت سے دنیا میں ایک مثالی ریاست کا قیام کرنا تھا۔ ایک حکمران کی حیثیت سے نبی اکرم ﷺ کے پیش نظر امور خارجہ کے متعلق تین خصوصی اہداف تھے۔

- دعوت دین کو فروغ دینا
- امن وامان قائم کرنے کی کوشش کرنا
- مدینہ کو بطور ایک مستحکم اسلامی ریاست کے طور پر پیش کرنا

ان اہداف کے حصول کے لئے آپ ﷺ نے چند مثبت اقدامات فرمائے مثلاً:

- مدینہ کی اطراف کے قبائل سے معاہدات کئے، تاکہ ان کی طرف سے مدینہ کو بیرونی خطرہ لاحق نا ہو اور مدینہ کی فضا دعوت دین کے لئے ساز گار ہو نیز جب کبھی نبی اکرم ﷺ کسی کو دین کی تبلیغ کے لئے روانہ فرمائیں تو ان قبائل کی وجہ سے مبلغ کو تحفظ حاصل ہو۔
- دشمن قبائل کے دوست اور دشمن دونوں قبائل سے دوستی کرنے کی کوشش کی گئی تاکہ دشمن پر دباؤ رہے اس کے ساتھ ایسے دشمن قبائل جو معزز تھے ان کے احترام کا بھی خیال رکھنے کی کوشش کی گئی تاکہ اس طرح ان کی دشمنی کو دوستی میں تبدیل کیا جاسکے۔
- دشمن قبائل پر اگر کوئی مشکل وقت آیا تو ان کی مدد کی کوشش کی تاکہ اس طرح ان کے دل اسلام کے لئے نرم ہو سکیں۔
- خارجہ پالیسی کے اہداف کے حصول کے لئے نبی اکرم ﷺ نے مختلف ممالک اور ریاستوں کے سربراہان کو دعوتی خطوط بھی تحریر فرمائے اور ان خطوط کے لئے خصوصی طور پر عربی، سریانی، عبرانی زبانوں کے ماہر مقرر کئے تھے تاکہ ہر سربراہ کو اس کی زبان میں خط تحریر کیا جاسکے۔
- کسی دوسرے ملک سے آنے والے سفیر کے لئے خصوصی طور پر مہمان نوازی کا بھی بندوبست کیا جاتا تھا۔[xiv]

Recognized by HEC in Y-Category
ONLINE - ISSN- 3006-595X
PRINT - ISSN- 3006-5941

اصحاب رسول ﷺ بطور وزراء

ایک ریاست کو عمدگی سے چلانے کے لئے داخلی و خارجی امور کی انجام دہی میں مجلس شوریٰ یا وزراء کا کردار بہت اہم ہوتا ہے کیوں کہ ریاست کے مختلف شعبہ ہائے جات پر نظر رکھنا اور انہیں عمدگی سے چلانا ایک اکیلے سربراہ کے لئے آسان نہیں ہوتا اسے جملہ امور کی انجام دہی میں مشاورت درکار ہوتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ"[xv]

ترجمہ: اللہ کی رحمت سے آپؐ ان کے لئے نرم ہو گئے اگر آپؐ ان کے ساتھ غصیلے اور ترش رو ہوتے تو یہ سب آپؐ سے بھاگ جاتے، پس آپؐ انہیں معاف کریں، ان کے لئے بخشش طلب کریں، اور ان (اصحاب) سے معاملات میں مشورہ لیں، اور جب کسی کام کا ارادہ فرمالیں تو اللہ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔

نبی اکرم ﷺ معاملات زندگی میں اپنے اصحاب سے مشورہ فرماتے تھے اور خصوصی طور پر اصحابِ رسول ﷺ میں سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیثیت آپ ﷺ کے وزیر خاص کی تھی مستدرک میں روایت ہے کہ:

"كان أبو بكر الصديق رضي الله عنه من النبي صلى الله عليه و سلم مكان الوزير فكان يشاوره في جميع الأمور و كان ثانيه في الإسلام و كان ثانيه في الغار و كان ثانيه في العريش يوم بدر و كان ثانيه في القبر و لم يكن رسول الله صلى الله عليه و سلم يقدم عليه أحدا"[xvi]

نبی ﷺ کا بیشتر مقامات پر صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرمانا کتب حدیث و سیرت سے ثابت شدہ ہے۔ نبی ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کرام سے مشورہ کیا، غزوہ خندق کے موقع پر خندق حضرت سلیمان فارسیؓ کے مشورہ سے کھودی گئی اسی طرح حضرت علیؓ سے آپ ﷺ نے متعدد اوقات میں مشورہ فرمایا یہ ایک حکمران اور سربراہ کا مثبت رویہ ہے کہ وہ باہمی معاملات میں اپنے ساتھیوں اور رفقاء سے مشورہ کرلے کیوں کہ بعض اوقات کسی دوسرے کے ذہن میں کسی معاملہ کے متعلق بہتر حل ہو سکتا ہے جیسا کہ غزوہ خندق کی کامیابی کی ایک بڑی وجہ خندق کا کھودا جانا بھی تھا جس سے عرب واقف نہ تھے حضرت سلیمان فارسیؓ اس تکنیک سے واقف تھے تو انہوں نے یہ مشورہ دیا۔

حاصل بحث

حضرت محمد ﷺ کی زندگی بطور حکمران اور سربراہ مثالی ہے، ایک ایسا حکمران جس نے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنی ریاست اور عوام کی بہتری اور استحکام کے لئے ہر وہ اقدام کیا جس کے مثبت اثرات رہتی دنیا تک محسوس کئے جاسکتے ہیں۔

1. ابتداء میں اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے ایسے انتظامات فرمائے جس سے ان کا اپنے وطن، گھر بار کو چھوڑنے کا غم کم ہو اور بھائی چارے کا

ایسابندوبست فرمایا کہ انصار صحابہؓ پر بھی اتنازیادہ بوجھ نا ہو کہ ان کے لئے جسے اٹھانامشکل ہو۔

2. مہاجرین اور انصار کی طرف سے اطمینان حاصل ہونے کے بعد یہود مدینہ کی طرف متوجہ ہوئے کیوں کہ مدینہ میں سب سے زیادہ واسطہ ان ہی سے تھا، اور آپ ﷺ کی آمد سے پہلے مدینہ میں ان کا شمار اہل علم میں سے تھا وہ لوگوں کو مذہب کے متعلق باتوں سے آگاہ کرتے تھے۔ ان کے دل میں نبی اکرم ﷺ کے متعلق بغض بھی تھا کیوں کہ آپ ﷺ کے آنے سے ان کی حیثیت چھن گئی تھی، آپ ﷺ کو اس بات کا احساس تھا اس لئے آپ ﷺ نے ان سے ایک تحریری معاہدہ کر لیا جس کی رو سے انہوں نے نبی ﷺ کو سبراہ کی حیثیت سے قبول کر لیا۔

3. امن و امان آپ ﷺ کی اولین ترجیح تھا، آپ ﷺ نے دشمنوں کو ان کی شرارتوں سے باز رکھنے کے لئے ان کے خلاف باقاعدہ جنگیں بھی فرمائیں تاکہ امن وامان قائم رہ سکے ان سے معاہدات بھی فرمائے اور ان کی تالیف قلب کے لئے ضرورت پڑنے پر ان کی مدد بھی فرمائی، اور حسب ضرورت ان سے درگزر والا معاملہ بھی فرمایا۔

4. بطور سربراہ، ہمسایہ ممالک کے فرمانرواؤں کو دعوتی خطوط بھی تحریر فرمائے اور ان سے عمدہ تعلقات قائم کرنے کے اقدامات کئے اور ان کو راہ ہدایت کی تعلیم فرمائی۔

5. اپنے اصحاب کی تربیت پر خصوصی توجہ فرمائی جس سے وہ ایک ایسا مثالی معاشرہ کے افراد بنے جن کی صداقت، امانت و دیانت اور انصاف پسندی سے ان کا شمار دنیا کی سب سے مہذب قوم کے طور پر ہوا۔

6. عدل و انصاف پر آپ ﷺ نے خصوصی توجہ فرمائی اور عدل کی راہ میں کسی طرح کی رکاوٹ کو حائل نا ہونے دیا اپنے، پرائے ، امیر، غریب قانون سب کے لئے یکساں تھا۔

7. سب سے بڑھ کے یہ کہ آپ ﷺ نے ایک ایسی اسلامی ریاست کا قیام عمل میں لایا جس کہ جملہ امور میں حاکمیت الٰہی کی جھلک نظر آئے آپ ﷺ نے ریاست مدینہ میں میں اللہ کی دی ہوئی شریعت کو نافذ فرمایا۔

سفارشات

- حکمران وقت کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنی عوام کے درمیان بھائی چارہ کو فروغ دینے کے متعلق اقدامات کریں، یوں بہت سے مسائل جیسے غربت وبے روزگاری کا خاتمہ کرنا آسان ہو گا۔
- حکمران کو چاہیے کہ دیگر مذاہب کے شہریوں کو حقوق فراہم کرے تاکہ امن وامان اور ہم آہنگی کا قیام ہو سکے۔
- ہمسایہ ممالک کے ساتھ اچھے تعلقات استوار کرنے کے لئے مناسب خارجہ پالیسی مرتب کرے، ہمسایہ ممالک سے بہترین تعلقات ملکی ترقی

- ملکی امور کی انجام دہی کے لئے صالح، ایماندار اور اہل وزراء کا انتخاب کرے۔
- عدل وانصاف کے قیام پر خصوصی توجہ دے، اور اپنی رعایا کی خوشحالی کے لئے ہر ممکن کوشش کرے۔
- ایک ریاست کی کامیابی تب ہی ممکن ہے جب اس ریاست کے قوانین احکام الٰہی کے مطابق ہوں اس لئے ایک حکمران کو چاہیے کہ وہ اپنی ریاست کو اسلام کے اصولوں کے مطابق چلائے۔

مصادر ومراجع

[i] صفی الرحمٰن، مبارک پوری، الرحیق المختوم، (المکتبہ السلفیہ، لاہور، 1995)، 256

[ii] الرحیق المختوم، 262-267

[iii] سید حامد محسن، محمد ﷺ سب کے لئے، (مترجم ڈاکٹر محمد عطریف)، (مکتبہ قاسم العلوم، لاہور، س ن)، 263

[iv] الرحیق المختوم، 264

[v] ڈاکٹر، محمود احمد، غازی، محاضرات سیرت، تخریج ڈاکٹر محمد منشاء طیب، (الفیصل، لاہور، 2016)339

[vi] الرحیق المختوم، المصدر السابق، 594

[vii] مولانا، محمد ادریس، کاندھلوی، سیرت مصطفی ﷺ، (مکتبہ عمر فاروق، پشاور، 2016)، 338

[viii] محمد بن اسحاق بن یسار، ابن ہشام، سیرت النبی ﷺ ابن ہشام، مترجم سید یٰسین علی حسنی نظامی دہلوی، (ادارہ اسلامیات، لاہور، س ن) ج2، 208

[ix] الرحیق المختوم، 464

[x] المصدر السابق، 465

[xi] سیرت النبی ﷺ ابن ہشام، 216، 215

[xii] محمد بن سعد، ابن سعد، طبقات ابن سعد، مترجم علامہ عبد اللہ العمادی، (نفیس اکیڈمی، کراچی، س ن)327

[xiii] محمد احمد، باشمیل، صلح حدیبیہ، مترجم اختر فتح پوری، (نفیس اکیڈمی۔ کراچی، 1985)، 270، 269

[xiv] محاضرات سیرت، 290-294

[xv] آل عمران: 3: 159

[xvi] محمد بن عبد اللہ، ابو عبد اللہ الحاکم، النیسابوری، المستدرک علی الصحیحین، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1990)، ح4408